© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

کیا آیتِ رجم قرآن کی آیت تھی؟

سوال:- آپ نے رسائل و مسائل حصہ دوم میں "نسخ اور قرآن" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "آیت رجم" تورات کی ہے قرآن کی نہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے ایک ایسی بات کا انکشاف کیا ہے جو صاف تصریحات کے خلاف ہے۔ سلف سے خلف تک تمام علماء اہل السنۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کی بعض آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت تو منسوخ ہے لیکن حکم ان کا باقی ہے: "والنسخ قد یکون فی التلاوۃ مع بقاء الحکم" (احکام القرآن للجصاص جلد اوّل ص ۶۷)

اب میں وہ دلائل عرض کروں گا جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "آیت رجم" جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اور وہ قرآن کی آیت تھی۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ اور زید بن خالدؓ کی روایت میں جب دو آدمی زنا کا کیس لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "بخدا میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا" پھر آپ نے شادی شدہ زانیہ کے لیے رجم کی سزا تجویز کی (موطا امام مالک۔ صحیح بخاری باب الاعتراف بالزنا) ظاہر ہے کہ کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب اتاری۔ رجم کی آیت بھی اس کتاب میں تھی جسے اللہ نے اتارا۔ ہم نے اس (آیت رجم) کو پڑھا، سمجھا اور یاد رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی سزا دی اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد مجھے ڈر لگتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ کتاب اللہ میں تو رجم کی آیت نہیں ہے اور خدا کے نازل کردہ فریضہ کو چھوڑنے کی وجہ سے لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حالانکہ اللہ کی کتاب میں رجم ثابت ہے" (بخاری - رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت)

(۳) سعید بن مسیب کی روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا، خبردار، آیت رجم کا انکار کر کے ہلاکت میں نہ پڑنا، کوئی یہ کہہ دے کہ ہم زنا کی دونوں حدوں کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی سزا دی اور ہم نے بھی یہ سزا دی۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اس الزام کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عمر بن الخطاب نے کتاب اللہ میں زیادتی کی ہے تو میں یہ آیت (قرآن میں) لکھ دیتا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ (بوڑھا اور بوڑھی جب زنا کریں تو دونوں کو ضرور رجم کر دو)۔ بیشک یہ ایک ایسی آیت ہے جسے ہم نے پڑھا۔ (موطا امام مالک باب الثانی المحصن یرجم)

(۴) علامہ آلوسیؒ نے اپنی مشہور تفسیر میں لکھا ہے ونسخ الایۃ - علی ما ارتضاہ لبعض الاصولیین - بیان انتھاء التعبد بقراتھا کایۃ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔ (روح المعانی جلد اول صفحہ ۳۱۶)

احکام القرآن سے نسخ کا جو نقطہ میں نے نقل کیا ہے وہ مجھ کو الجھن میں ضرور ڈالتا ہے کیونکہ جس آیت کا حکم باقی ہو اس کے منسوخ التلاوۃ قرار دینے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ آیتِ رجم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور وہ قرآن کی آیت ہے لیکن وہ قرآن کے مجموعہ میں نہیں پائی جاتی۔ کیوں؟ یہ ایک ناقابل حل معمہ ہے جس نے مجھے بے حد پریشان کر رکھا ہے۔ امید ہے کہ آپ میری ان قرآنی الجھنوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ براہِ عنایت ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیے اگر میرے دلائل آپ کو اپیل کریں تو رسائل و مسائل کی مندرجہ عبارت کو آپ بدل دیں"۔

جواب۔ بلاشبہ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے کہ آیتِ رجم قرآن کی آیت تھی۔ لیکن مجھے اس بات کو قبول کرنے میں جن وجوہ سے تامل ہے وہ یہ ہیں:۔

۱- جن روایات میں اس آیت کا ذکر آیا ہے اُن کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے الفاظ میں نمایاں اختلاف ہے۔ کسی میں البتۃ کا لفظ ہے اور کسی میں نہیں ہے، کسی میں البتۃ پر آیت ختم ہو گئی ہے، کسی میں البتۃ کے بعد نَکَالاً مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کے الفاظ ہیں، اور کسی میں اس کے بجائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِمَا قَضَيَا مِنَ اللَّذَّةِ کے الفاظ۔ اگر یہ واقعی قرآن کی آیت تھی، لوگوں کو یاد تھی اور سزائے رجم کے حق میں نص کی حیثیت رکھتی تھی تو اس کے الفاظ نقل کرنے میں یہ اختلاف کیسا ہے؟

۲۔ سنت سے جو حکم بتواترِ معنی ثابت ہے وہ کچھ اور ہے اور آیت کے صریح الفاظ سے جو حکم نکلتا ہے وہ کچھ اور۔ سنت سے جو چیز ثابت ہے وہ تو یہ ہے کہ شادی شدہ مرد یا عورت جب زنا کا ارتکاب کرے تو اسے رجم کیا جائے خواہ وہ جوان ہو یا سن رسیدہ۔ بخلاف اس کے آیت سے جو حکم نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت سے جب زنا کا صدور ہو تو اس کو رجم کیا جائے، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔ اس طرح یہ روایات سنتِ ثابتۂ قطعیہ کے خلاف پڑتی ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لیے بعض بزرگوں نے شیخ کو ثیب، اور شیخہ کو ثیبہ کا ہم معنی قرار دینے کی کوشش کی ہے، لیکن یہ قطعاً ایک من مانی تاویل ہے۔ عربی زبان کی لغت، محاورات، استعمالات، حتیٰ کہ استعارات و کنایات تک میں اس امر کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ شیخ اور شیخہ کے الفاظ سے ثیب اور ثیبہ مراد لیے جا سکیں۔

۳۔ خود آیت کے الفاظ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ قرآن کے معیارِ فصاحت سے اس قدر فروتر ہیں کہ ذوقِ زبان یہ باور نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ قرآن میں نازل فرمائے ہوں گے۔

۴۔ کوئی مرفوع روایت ایسی موجود نہیں ہے جو یہ بتاتی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور مصحف سے اس کو خارج کر دینے یا اس میں درج نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔

۵۔ یہودیوں کے ہاں زنا کا جو مقدمہ پیش ہوا تھا اس کا فیصلہ کرتے ہوئے حضورؐ نے توراۃ منگوائی تھی اور اس کی آیت کو فیصلۂ رجم کی بنا قرار دیا تھا۔ مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ نے اس مقدمہ میں رجم کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اللھم انی اول من احیا امرک اذا ماتوہ (خدایا میں پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں جبکہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا)۔

۶۔ جس مقدمہ میں حضورؐ نے یہ فرما کر رجم کا فیصلہ صادر کیا تھا کہ "بخدا میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا"، اس میں کہیں یہ مذکور نہیں ہے کہ حضورؐ نے آیت الشیخ والشیخۃ کا حوالہ دیا ہو اور فرمایا ہو کہ یہ ہے کتاب اللہ کا فیصلہ اور اس کی تلاوت اگرچہ منسوخ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے۔ لہٰذا حضورؐ کا مذکورۂ بالا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ارشاد لازماً اسی آیت کی طرف اشارہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے چونکہ آپ حاکم مجاز تھے اس لیے آپ کا فیصلہ کتاب اللہ ہی کا فیصلہ ہے۔ اور اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ یہودیوں کے مقدمہ میں آپ نے تورات کے مطابق رجم کا جو حکم دیا تھا اس کی توثیق بعد میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرما دی تھی۔ براء بن عازب کی روایت ہے کہ اسی مقدمہ کے متعلق سورۂ مائدہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جو يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ سے شروع ہو کر وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (رکوع ۶ - ۷) پر تمام ہوتی ہیں۔ ملاحظہ ہو مسند احمد، مسلم اور ابو داؤد۔

۷۔ زنا بعد احصان کے لیے رجم کا قانون اپنے ثبوت کے لیے اس آیت کا محتاج نہیں ہے۔ اسے ثابت کرنے کے لیے بجائے خود یہ بات ہی کافی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بیان فرمایا اور متعدد مقدمات میں اس کے مطابق فیصلہ کیا، پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین اسی پر عمل کرتے رہے اور ان کے بعد تمام فقہاء اور محدثین اس پر متفق رہے۔ یہ چیز جب ایک قانون کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے تو پھر ایک ایسی منسوخ التلاوت آیت ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے جو اگر ثابت ہو بھی جائے تو اس قانون کے لیے حجت نہیں بن سکتی۔ اس لیے کہ یہ آیت رجم کی علت بڑھاپے میں زنا کے ارتکاب کو قرار دے رہی ہے اور جس قانون کے لیے اس کو حجت ٹھیرایا جاتا ہے اس میں علتِ رجم شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔

۸۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ اس آیت کی صرف تلاوت منسوخ ہوئی ہے اور اس کا حکم باقی رہ گیا ہے۔ کیونکہ جو حکم باقی رہا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ بڈھے اور بڈھی اگر غیر شادی شدہ بھی ہوں تو زنا کے ارتکاب پر ان کو رجم کر دیا جائے، اور جوان مرد و عورت اگر شادی شدہ بھی ہوں تو رجم نہ کیے جائیں۔ بلکہ باقی رہنے والا حکم اس کے بالکل برعکس یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مجرم اگر بڈھا بھی ہو تو کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے، اور شادی شدہ مجرم اگر جوان بھی ہو تو اسے رجم کرنا چاہیے۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن ہمام کی یہ رائے بھی قابل غور ہے جسے علامہ آلوسی نے روح المعانی (جلد ۱۸ صفحہ ۱۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں نقل کیا ہے:۔

"یہ کہنا کہ زانی محصن کے حق میں سورۂ نور کی آیت الزانی والزانیۃ فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ کے حکم کو منسوخ کرنے والی چیز سنت قطعیہ ہے، زیادہ صحیح ہے بہ نسبت اس کے کہ آیت مذکورہ (الشیخ والشیخۃ) کو اس کا ناسخ قرار دیا جائے۔ اس لیے کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہے کہ یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ اگر حضرت عمرؓ نے خطبہ میں اس کا ذکر کیا اور لوگ خاموش رہے (جیسا کہ روایات میں بیان کیا جاتا ہے) تو یہ اس کا قطعی ثبوت نہیں ہے کیونکہ اجماعِ سکوتی کا حجت ہونا مختلف فیہ ہے، اور وہ حجت ہو بھی تو ہم قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمام مجتہد صحابہ اس موقع پر موجود تھے۔ پھر اس امر میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کی طرف اس روایت کی نسبت بھی ظنی ہے۔ اور یہی وجہ ہے، واللہ اعلم کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب شراحہ کو جلد اور رجم کی سزا دی تو کہا کہ میں نے اس کو کتاب اللہ کے مطابق کوڑے لگوائے ہیں اور سنت رسول اللہ کے مطابق رجم کر لیا ہے۔ اس قول میں حضرت علیؓ نے رجم کے لیے منسوخ التلاوت آیت قرآنی کو حجت میں پیش نہیں فرمایا۔"

رہا نسخ تلاوت مع بقاء الحکم کا مسئلہ تو اس میں شک نہیں کہ علماء اصول نسخ کی اس قسم کا ذکر کرتے ہیں مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ انتہائی غور کرنے پر بھی اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکا ہوں۔ نسخ تلاوت کے لیے اگر موزوں ہو سکتی تھیں تو وہ آیتیں جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہو، نہ کہ کوئی ایسی آیت جس کا حکم باقی ہو۔ کوئی صاحب علم بزرگ اس مسئلے پر تشفی بخش بحث فرمائیں تو شکریے کے مستحق ہوں گے۔

متعہ کی بحث

سوال۔ جناب نے رسالہ ترجمان القرآن میں سورۂ مومنون کی تفسیر کرتے ہوئے متعہ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ اور دیگر چند صحابہ اور تابعین کے اقوال نقل کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ سب حضرات اضطراری صورت

© rasailojaraid.com